بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتۡرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَّکَ

اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوۡمُ

وسیلہ

قرآن و سُنت کی روشنی میں

علامہ مفتی محمود ورنالوی ایم۔اے

خطیب و امام مرکزی جامع مسجد وڈلینڈ کیلیفورنیا

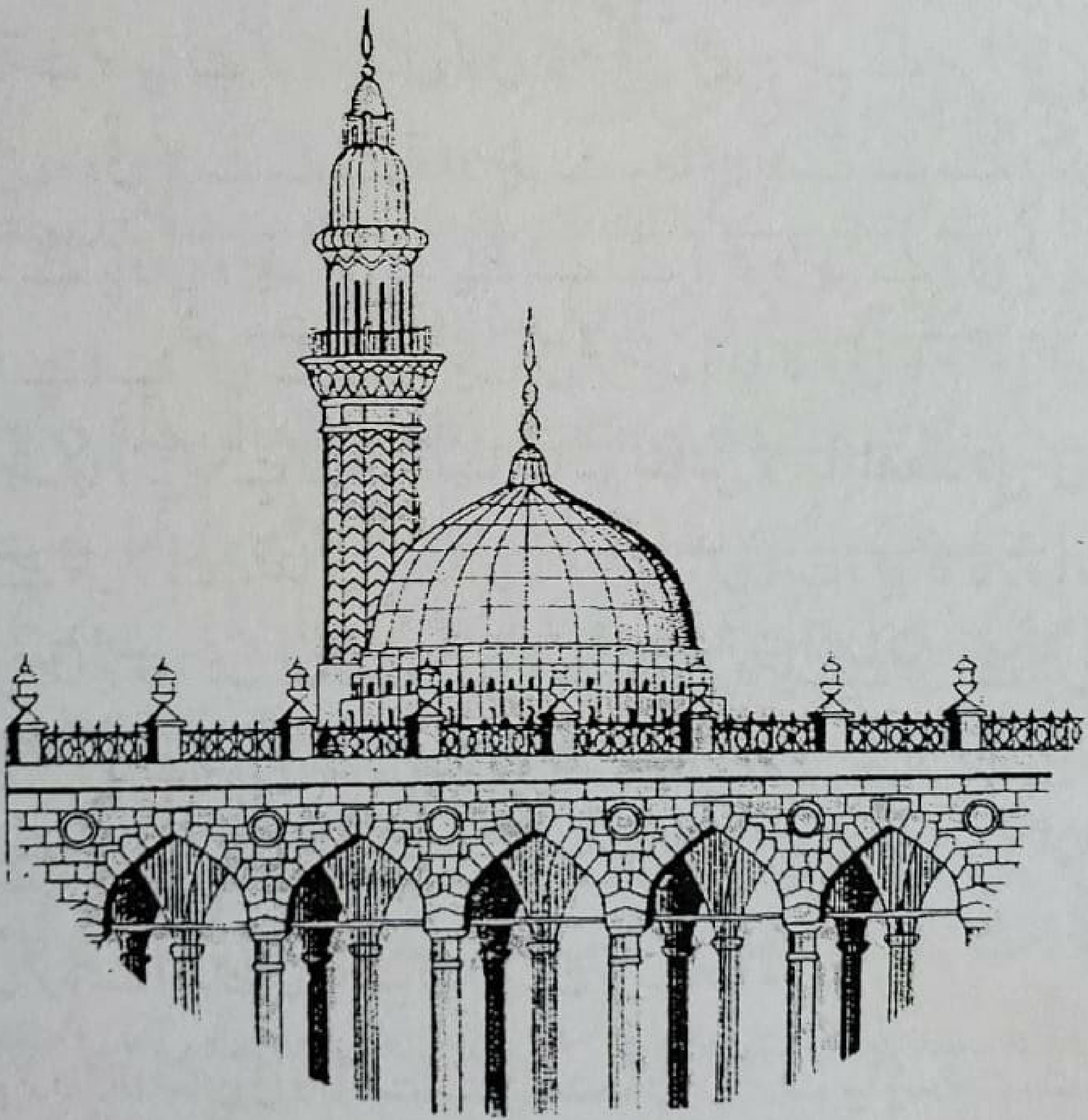

فیضانِ فیض حضرت ابوانیس محمد برکت علی قدس سرہٗ العزیز

مرکز دارُالاحسان وڈلینڈ کیلیفورنیا امریکہ

ٹیلیفون: (539)666-7223

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستک

برادرانِ اسلام ! اس پُرفتن دور میں جبکہ ہر طرف الحاد، بے دینی اور بدعقیدگی کا دَور دورا ہے۔ دیارِ مغرب میں بالخصوص لوگ صحیح دینی تعلیم سے ناواقفیت کی بنا پر عقائدِ اہلِ سُنت و جماعت اور اتباعِ سلف سالحین سے آہستہ آہستہ دور ہوتے جا رہے ہیں۔ دشمانِ دین کوئی نہ کوئی نت نیا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی حضور ﷺ کی مثلیت کا دعویٰ کر رہا ہے تو کوئی آپ ﷺ کی حیات کا منکر ہو رہا ہے۔ کوئی آپ ﷺ کی قوت و اختیارات کو تسلیم نہیں کرتا تو کوئی آپ ﷺ کے وسیلہ کا منکر ہو رہا ہے۔ خاص کر آج میں مسئلہ وسیلہ کے بارے میں چند گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کچھ احباب کا تقاضا ہے کہ وسیلہ کے بارے میں کچھ لکھا جائے۔

دوستو ! حقیقت تو یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی کام بھی بغیر وسیلہ کے سرانجام نہیں پا سکتا۔ غور فرمائیں روٹی پکانے کے لئے توا وسیلہ ہے۔ سالن پکانے کے لئے دیگچی وسیلہ ہے۔ چلنے کے لئے پاؤں وسیلہ ہیں۔ دیکھنے کے لئے آنکھ وسیلہ ہے اسی طرح دیگر اعضاء انسانی اپنے اپنے فعل کے لئے وسیلہ ہیں غرضیکہ دُنیا کا کوئی کام بھی بغیر وسیلہ کے نہیں ہے۔ بلکہ کہا تو یہ گیا ہے کہ اَلدُّنۡیَا بِالۡوَسَائِلُ لَا بِاالۡفَضَائِل یعنی دُنیا کا سلسلہ وسائل سے چل رہا ہے فضائل سے نہیں۔ غور فرمائیں جب دُنیا کا کاروبار وسیلہ کے بغیر نہیں چل سکتا تو خدا تک جو ارفع و اعلیٰ ذات ہے بغیر وسیلہ کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ بہر حال وسیلہ کے متعلق چند آیایت و احایث پیش کرتا ہوں امید ہے کہ منصف مزاج احباب کے لئے عقیدے کی پختگی کا وسیلہ بنے گی۔ اللہ تعالیٰ میری یہ مختصری کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میری نجات کا وسیلہ بن جائے۔ آمین۔

انشاءاللہ مرکز دارُالاحسان کی وساطت سے دعوت و تبلیغ کی طرف یہ ایک قدم ہے۔ مفید مشورہ سے نوازیں تا کہ بہترین طریق پر یہ کام سرانجام دیا جائے اور جاری و ساری رکھا جائے۔ دُعا گو: علامہ مفتی محمود ورنالوی ایم۔ اے

خطیب مرکزی جامع مسجد وڈلینڈ کیلیفورنیا امریکہ

مرکز دارُالاحسان وڈلینڈ کیلیفورنیا امریکہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ہ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَةَ وَجَاھِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ہ (القرآن: المائدہ: ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اُسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اُس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

برادرانِ اسلام! اس آیتِ مقدسہ میں دین و دُنیا کی کامیابی و کامرانی اور فلاح و فوز کے لئے تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو یہ ہیں:۔

تقویٰ، تلاشِ وسیلہ اور جہاد فی سبیل اللہ۔

تقویٰ کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ اچھے کام کئے جائیں اور بُرے کاموں سے اجتناب کیا جائے۔ مختصراً یہ کہہ سکتے ہیں کی تقویٰ تمام اعمالِ صالحہ کو شامل ہے۔

وسیلہ: کسی چیز تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَةَ ہ کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی ذات تک پہنچنے کیلئے بجائے ڈائریکٹ (Direct) ٹھوکریں کھانے سے اچھا واسطہ اور ذریعہ ڈھونڈ کر اُس کی ذات تک رسائی کی کوشش کرو۔ بغیر وسیلہ کے اُس کی ذات تک رسائی ناممکن ہے۔ یہ وسیلہ ایمان، قرآن، اعمالِ صالح، اولیاء اللہ، مُرشدِ کامل، انبیاء و رُسل اور بالخصوص رحمتِ دو عالم نورِ مجسم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہو سکتے ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔ آپ ﷺ کے وسیلہ ہی سے گلشنِ عالم میں بہار ہے۔ آپ ﷺ کے وسیلہ ہی سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار بن گئی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ دُنبہ قربان ہو گیا۔ (بحوالہ نشر الطیب)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب القول الجمیل میں لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں وسیلہ سے مراد مُرشدِ کامل کی بیعت ہے۔ اسی طرح صراطِ مستقیم میں مذکور

ہے۔ تیسری چیز جہاد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کی اشاعت و ترویج کیلئے بوقتِ ضرورت دشمنانِ دین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اور نارمل حالات میں نفس امارہ کی اصلاح و تزکیہ کے لئے مقدور بھر جدوجہد کی جائے۔ کیونکہ یہ جہاد بالنفس جہادِ اکبر ہے۔ بہر حال یہ آئتِ مبارکہ واضح طور پر ہمیں بتا رہی ہے کہ خدا تک رسائی کیلئے وسیلہ ضروری ہے۔ بغیر وسیلہ کے ڈائریکٹ (Direct) اللہ تبارک تعالیٰ کی ذاتِ اقدس تک پہنچنا ناممکن اور محال ہے۔ اگر خدا تک بغیر وسیلہ کے ڈائرکٹ پہنچنا ممکن ہوتا تو ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء و رُسل کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ (القرآن: البقرہ: ۸۹)

ترجمہ: اور وہ اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے فتح مانگتے تھے تو جب وہ جانا پہچانا نبی ان کے پاس تشریف لے آیا وہ منکر ہو گئے تو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔

قارئین کرام! چونکہ ہر نبی نے اپنی اُمت کو حضورنبی آخرالزمان ﷺ کے بارے میں خوشخبری دی تھی۔ اور آپ ﷺ کا ذکرِ خیر ان کی کتابوں میں بھی موجود تھا لہٰذا وہ حضور ﷺ کو اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے۔ اور پھر جب کبھی کفار کے ساتھ جنگ وغیرہ ہوتی تو وہ مسلمان یہ دُعاء کیا کرتے تھے۔

"اے اللہ ہمیں اُس نبی آخرالزمان ﷺ کے وسیلہ سے فتح عطا فرما جس کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے۔"

تو اللہ کریم اپنے محبوب کے وسیلہ سے ان کو فتح و نصرت عطا فرمایا کرتا تھا۔ دیکھو تفسیر ابنِ عباس۔ ابنِ کثیر، خازن، مدارک حتیٰ کہ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ شدہ قرآنِ پاک جو سعودی عرب میں چھپا ہے اور اُس کے حاشیہ پر تفسیر عثمانی کا خلاصہ دیا ہوا ہے۔ اُسمیں بھی یہی لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پہلی مسلمان اُمتیں زمانہ قدیم سے بارگاہِ الٰہی میں پیش کر کے فتح و نصرت سے بہرہ یاب ہوا کرتی تھیں۔ مگر جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو باوجود جاننے پہچاننے کے حسد و عناد کی وجہ سے منکر ہو کر لعنتِ خداوندی کے مستحق قرار پائے۔ منکروں پر لعنت ہو۔

۳۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O (القرآن: البقرہ:۲۴۸)

ترجمہ: اور اُن کے نبی (علیہ السلام) نے اُنہیں بتایا کہ اُس کی (طالوت) بادشاہت کی نشانی یہ ہے۔ کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا۔ اُس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے سامانِ تسکین ہوگا اور موسیٰ و ھارون علیہ السلام کے کچھ بقیہ جات (تبرکات) ہونگے۔ اُس کو فرشتے اُٹھا کر لائیں گے۔ بیشک اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم یقین کر لو۔

برادرانِ اسلام! اسرائیلی دور میں بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق ہوتا تھا۔ جسمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے کچھ پرانے کپڑے، ان کے جوتے، من وسلویٰ کے کچھ ٹکڑے اور مزید کچھ تبرکات تھے۔ بنی اسرائیل جنگوں وغیرہ اور آفات ومصائب کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر اسمیں مذکورہ تبرکات کے وسیلہ سے دُعا کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے جنگوں میں فتح ونصرت عطا فرما دیتا تھا اور مصائب و آلام سے نجات دے دیتا تھا۔ (تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر خازن، اور تفسیر مدارک)

بالخصوص ترجمہ مولوی محمود الحسن صاحب جو سعودی حکومت نے شائع کیا ہے اور اُس کے حاشیئے پر تفسیر عثمانی کا خلاصہ دیا ہوا ہے۔ پتہ چلا کہ پہلی تمام مسلمان اُمتیں وسیلہ کی قائل تھیں اور مصائب و آلام میں بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کر کے کامیاب و کامران اور سُرخرو ہوا کرتی تھیں۔ بعد میں جب بدعملی اور بدعقیدگی نے مسلمانوں میں راہ پالی تو وسیلہ کے منکر پیدا ہو گئے۔ اللہ کریم ان کے شر سے عالمِ اسلام کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

۴۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ ط لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO (القرآن: سورة نساء ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے حبیب تیرے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کی شفاعت فرما دے تو اللہ کو بہت ہی توبہ قبول کرنیوالا، مہربان پائیں گے۔

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں غلامانِ محمد ﷺ کیلئے بہت بڑی خوش خبری ہے کہ اگر وہ بتقاضائے بشریت کوئی غلطی، خطا یا گناہ کر بیٹھیں تو حبیبِ خدا ﷺ کے دربار میں حاضر ہوکر اُن کے وسیلہ سے بارگاہِ ربِ العزت سے معافی طلب کریں اور محبوبِ خدا ﷺ بھی اللہ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت فرما دیں تو یقیناً اللہ کو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا ،مہربان پائینگے۔ یعنی اللہ کریم اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کے وسیلہ سے اُن کی توبہ قبول فرمالے گا۔ دیکھو اس آیتِ کریمہ میں اللہ کریم نے نہ تو اپنی طرف ڈائرکٹ (Direct) آنے کی دعوت دی ہے اور نہ ہی خانہ کعبہ یا مسجدِ حرام میں آنے کی دعوت دی ہے بلکہ گنہگاروں خطاکاروں کو درِ حبیب ﷺ پر آنے کی دعوت دی ہے کہ اے خطاکارو! شفیع المذنبین ﷺ کے در پر آکر رب العالمین سے معافی مانگو اور وہ رحمۃ للعالمین ﷺ بھی تمہیں اپنا سمجھ کر تمہارے بارے میں بارگاہِ الٰہی میں سفارش کر دے تو اللہ کریم جل جلالہٗ ان کے وسیلہ سے تمہاری معافی کی درخواست قبول فرما کر تمہیں معاف کر دیگا اور تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔

معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کا وسیلہ خداوند تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ وہ گنہگار اور خطاکار بندوں کو ڈائرکٹ (Direct) اپنی طرف بلانے کی بجائے اپنے حبیب ﷺ کے درِ اقدس پر بلا رہا ہے۔ اور یہ آیت کسی ایک واقعہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات اور آپ کی وفات کے بعد قیامت تک طالبانِ بخشش وعفو کیلئے مژدۂ جانفزا ہے۔ یعنی جب بھی آپ ﷺ کا کوئی غلام کسی غلطی یا خطا کا ارتکاب کر بیٹھے اور پھر ضمیر ملامت کرنے لگے تو یہ خطاکار رحمتِ عالم ﷺ کے درِ اقدس پر حاضر ہو کر رب العالمین سے معافی طلب کرے۔ اور وہ رحمتِ عالم ﷺ بھی اُس کے لئے سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ سے اُسے معاف کر دے گا۔

تفسیر قرطبی میں مذکور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی آپ ﷺ کی قبرِ انور پر حاضر ہوا اور نہایت ہی رنج وغم کی وجہ سے روتا ہوا آپ ﷺ کی قبرِ انور پر گر پڑا۔ اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے ہمیں اللہ کا کلام سُنایا، ہم نے سُنا، آپ ﷺ نے ہمیں دین سکھایا ہم نے سیکھا۔ میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو آپ کے دروازے پر آنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اُس نے یہی آیتِ کریمہ پڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بہت گنہگار اور خطاکار ہوں میں نے اپنی جان پر بہت ظلم

کیا ہے۔ میرے آقا دربارِ خداوندی میں میری بخشش کی دُعا فرما دیجئے تاکہ اللہ کریم میرے گناہ بخشدے۔ روضۂ انور سے آواز آئی میرے غلام! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

برادرانِ اسلام! وسیلہ کے بارے میں یہ چار آیات پڑھکر اور ان کی تفسیر کا مطالعہ کر کے کوئی ذی شعور، صاحبِ عقل و فہم اور منصف مزاج شخص وسیلے کا منکر ہو ہی نہیں سکتا۔ اِن آیات کے ہوتے ہوئے اور ان کو پڑھنے سمجھنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص وسیلہ کا انکار کرتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ ضدی، ہٹ دھرم اور عقل و فہم سے عاری ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ جیسے شاعر نے کہا ہے: ؎ اُنھنے نوں بازار وکھایا سارا شہر پھرایا

جے پچھو تے ایہو آکھے کجھ نہیں نظریں آیا

میرے دوستو! حضور ﷺ کا وسیلہ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے بھی مسلمان اُمتیں بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے سرخرو ہوتی رہی ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۸۹ سے ظاہر ہے۔ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشانی اور مشکل کے وقت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کے وسیلے سے اپنی مرادیں پایا کرتے تھ۔ مثلاً خیبر کی جنگ میں پانی ختم ہو گیا تو صحابہ کرام بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ایک کوزہ منگوا کر اُس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو حدیث کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔ ۱۵۰۰ صحابہ کرام نے پانی پیا، اپنے جانوروں کو پلایا اور اپنے برتن بھر لئے۔ راوی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وہ پانی ہم سب کیلئے کافی ہوتا۔ (بخاری شریف)

آپ کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے اور مرادیں پاتے تھے۔ جیسا کہ سورہ نساء آیت نمبر ۶۴ کے ضمن میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا غلام دُنیا کے جس بھی خطے میں ہو اگر وہ بذاتِ خود دربارِ رسالت ﷺ نہیں پہنچ سکتا کسی بھی وجہ سے تو وہ خصوصیت کے ساتھ اپنے دل و دماغ کو حضور ﷺ کیطرف متوجہ کر کے وسیلۂ حبیبِ خدا ﷺ سے دعا کرے تو اللہ کی رحمت اُسے مایوس نہیں کرے گی۔ بلکہ وہ اپنے مقصد و مطلوب میں کامیاب و کامران ہو گا۔

یہاں یہ بات قابلِ غور اور اچھی طرح یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور ﷺ کے پاس جانے سے کترانا اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے منہ موڑنا شیوۂ منافقین ہے۔ اور منافق کی کبھی بخشش

نہیں ہوگی۔۔وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔اور وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے کسی طرح بھی بہرہ مند نہیں ہوسکے گا۔بلکہ اُس کا ٹھکانا صرف اور صرف جہنم ہی ہوگا۔اُس کی کوئی عبادت اور نیکی اُس کے کسی کام نہیں آئیگی۔العیاذُ باللہ۔

سورہ منافقون آیت نمبر ۵ اور ۶ میں ہے کہ جب منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو معاف کرادیں تو وہ سر گھماتے اور تکبر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے کتراتے ہیں۔منافقون آیت نمبر ۵ اور ۶ میں بتایا گیا ہے کہ اے محبوب جو بے ادب و گستاخ تیری بارگاہ میں آنا پسند نہیں کرتا ہم انہیں کبھی بھی نہیں بخشیں گے بلکہ اے حبیب اگر تو اپنی رحمت و شفقت کی بنا پر ان کیلئے دعاءِ مغفرت بھی کریگا تو تیرے ان گستاخوں کو تیرے کہنے پر بھی معافی نہیں ملیگی بلکہ یہ بے ادب و گستاخ جہنم کا ایندھن بن کر ہمیشہ کیلئے کافروں اور مشرکوں کے ساتھ دوزخ میں جلتے رہیں گے۔

سورہ توبہ آیت نمبر ۸۰ میں یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ اے محبوب یہ جو تیرے بے ادب و گستاخ ہیں اگر تو اپنی رحمت اور شفقت و محبت کی بناء پر ان کیلئے ستر بار بھی بخشش مانگیں تو تیرے ان گستاخوں کو اللہ کریم ہرگز نہیں بخشے گا۔دیکھو منافقین مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبی آخرالزماں امامِ الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے تھے۔مسلمان کہلاتے تھے مگر چونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متنفر تھے گستاخ و بے ادب تھے لہٰذا ان کی کوئی عبادت کسی کام نہ آسکے گی۔اور وہ کفار و مشرکین کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

بات بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ڈائریکٹ (Direct) اللہ تک پہنچنے والے غور کریں کہ وہ کہیں ڈائریکٹ (Direct) جہنم کی طرف تو نہیں جارہے ہیں۔

اب میں وسیلہ کے بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں شاید کسی کے دل میں اثر کر جائے میری بات اور ہو جائے اُس کی نجات۔

حدیث نمبر ۱: سورۃ نساء آیت نمبر ۶۴ کے ضمن میں بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ گذشتہ صفحوں پر گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۲: جنگِ خیبر میں پانی کی عدم دستیابی کے ضمن میں بحوالہ بخاری شریف پچھلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۳: ترمذی شریف، نسائی اور ابنِ ماجہ میں ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آنکھوں کیلئے دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا کرتا ہوں۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے دُعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اُسے ایک دعا تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ وضو کر کے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دُعا پڑھو۔ اللہ کریم کرم فرمائے گا۔ سائل نے باوضو ہو کر دو رکعت نفل کے بعد دعا پڑھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرا تو دونوں آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔ سُبحان الله و بِحمْدِہٖ. یَاحَیُّ یا قَیُّومُ!

وہ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نِ النَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ ۝ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ لِیَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ۝

ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میری یہ حاجت پوری کر دے۔ اے اللہ! ان کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔ (یعنی ان کے وسیلہ سے میری آنکھیں روشن کر دے)

قارئین کرام! یہ واقعہ حضورِ اقدس ﷺ کی ظاہری حیات کا ہے۔ اور محدثین کرام نے اس حدیث مبارکہ کو صلوٰۃ الحاجت کے نام سے ذکر کیا ہے۔ (بحوالہ تحفۃ الذاکرین، حصن حصین، عمل الیوم واللیلہ وغیرہ۔ مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اس دُعا کی برکت اور حضورِ اقدس ﷺ کے وسیلہ سے جسطرح اُس نابینا کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور اُس کی بہت بڑی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہوگئی۔ اُسی طرح جو مسلمان خلوص اور محبت کے ساتھ کسی بھی پریشانی، مشکل یا مصیبت کے وقت پاک وصاف کپڑے پہن کر باوضو ہو کر (غسل کر لے تو اور بہتر ہے) دو نفل پڑھ کر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ یہ دُعا پڑھے۔ اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے انشاللہ اُس کی مشکل حل ہو گی، مقصد پورا ہوگا۔ اور مصیبت ٹل جائیگی۔ مجرب ہے۔

یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ!

حضورِ اقدس ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک صحابی کسی حاجت کیلئے جاتا رہا۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اُس پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اُس نے کسی دوسرے صحابی سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ اتفاق سے وہ صحابی دعاءِ صلوٰۃ الحاجت کو جانتا تھا اُس نے سائل کو یہ مطلوبہ دُعا سکھادی۔ سائل صلوٰۃ الحاجت ادا کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے اُسے نہایت عزت واحترام سے اپنے پاس بُلایا اپنے ساتھ بٹھا کر اُس کی بات سُنی۔ اُس کی حاجت پوری کی اور فرمایا کہ آئندہ جب کبھی کوئی حاجت ہو تو بلا تکلف میرے پاس آجائیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ کا وسیلہ اختیار فرماتے اور آپ کو ''یا محمد'' ندا کے ساتھ یاد فرمایا کرتے تھے۔

حدیث ۴: بخاری شریف میں حدیث معراج کے سلسلہ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گذرا تو میں نے انہیں اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ بیت المقدس میں موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کی حضور اقدس ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ بہرحال مختصراً حضورِ اقدس ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے تو پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضور ﷺ سے گفتگو کی جس میں حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ نے میری اُمت کے لئے ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا تجربہ ہے کہ آپ ﷺ کی اُمت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ لہٰذا آپ ﷺ واپس جا کر اپنے ربّ سے تخفیف کا سوال کریں۔ چنانچہ حضور ﷺ واپس گئے۔ خداوندِ قدوس سے تخفیف کا سوال کیا اور بارگاہِ الٰہی سے پانچ نمازیں معاف ہوگئیں۔ آپ ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے کہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر ملاقات ہوئی، پھر وہی سوال جواب ہوئے تو آپ ﷺ پھر واپس تشریف لے گئے، تخفیف کا سوال کیا اور پانچ نمازیں معاف ہوگئیں۔ غرضیکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نو بار آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہر بار تخفیف کرانے کا مشورہ دیا اور آپ ﷺ واپس جا کر تخفیف کا سوال کرتے رہے حتیٰ کہ ۴۵ نمازیں معاف ہو گئیں۔ دسویں بار بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کروانے کا مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے

فرمایا اب تو مجھے اپنے ربّ سے شرم آتی ہے لہٰذا اب میں تخفیف کے لئے نہیں جاؤں گا۔
بارگاہِ الٰہی سے نداء آئی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عمل کے لحاظ سے تو پنتالیس نمازیں معاف کردی ہیں مگر ثواب کے لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ آپ کا جو اُمتی پانچ نمازیں پڑھے گا ہم اُسے ثواب پچاس نمازوں ہی کا دینگے۔

برادرانِ اسلام! غور فرمائیں ۴۵ نمازوں کی تخفیف کے سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرماتے رہے اور اُن کے وسیلہ سے ۴۵ نمازیں معاف ہوگئیں۔ لہٰذا منکرین وسیلہ کو چاہئیے کہ پچاس نمازیں پڑھا کریں کیونکہ ۴۵ نمازوں کی معافی میں ایک وفات شدہ نبی کا وسیلہ شامل ہے۔

حدیث نمبر ۵ : بخاری شریف اور دیگر کُتبِ حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت جب باپ بیٹے سے، بیٹا ماں اور باپ سے، بھائی بھائی سے بھاگ رہا ہوگا۔ بیوی شوہر سے اور شوہر بیوی سے بھاگ رہا ہوگا۔ غرضیکہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور وہ دن انتہائی گرم، بھیانک اور خوفناک ہوگا۔ لوگوں کا گرمی اور خوف سے بُرا حال ہوگا۔ آخر مخلوقِ خدا آپس میں مشورہ کرینگے کہ آدم علیہ السلام کے پاس جا کر درخواست کرتے ہیں کہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری شفاعت کردیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حساب لیکر ہمیں فارغ کردے۔ اس سلسلہ میں سب مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ بغیر وسیلہ کے خدا تک ڈائریکٹ پہنچنے والے شائد اُس دن سب سے آگے آگے ہوں گے۔ آدم علیہ السلام کے پاس جا کر ان کی کچھ تعریف و توصیف بیان کرنے کے بعد مدعا عرض کریں گے۔ آپ فرمائیں گے نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ یہ ہجوم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جا کر اپنا مقصد بیان کریگا۔ وہاں سے بھی یہی جواب ملے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے وہاں سے بھی مایوس ہوکر مختلف انبیاء و رسل کے درباروں سے خالی لوٹ کر آخر کار رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مقصد بیان کرینگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آجائے گی۔ ربّ العالمین جل شانہٗ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ! مانگو میں عطا کرونگا۔ شفاعت کرو میں قبول کرونگا اس طرح مختلف درباروں سے دھکے کھا کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنے والوں کی نجات ہوگی۔ معلوم ہوا کہ یومِ حشر وسیلہ کے بغیر چھٹکارا ممکن نہیں۔ اور جو گستاخ اس دُنیا میں وسیلہ کے منکر

ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنا عقیدہ وعمل بھول کر دربدر وسیلہ ڈھونڈتے پھرینگے اس لئے بہتر ہے کہ یہیں مان جائیں وہاں ایسا نہ ہو کہ منافقین کے ساتھ شامل کردیئے جائیں۔

سورۃ نساء آیت نمبر ۶۱ صاف طور پر بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ سے منہ موڑنا شیوۂ منافقین ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین!

آج مدد مانگ ان سے آج لے ان کی پناہ

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

فقط خیر اندیش

علامہ مفتی محمود ورنالوی ایم. اے

خطیب و امام مرکزی جامع مسجد وڈلینڈ کیلیفورنیا امریکہ

Tele: (530) 666-4706

Cell:(703) 531-7999

میں خادم دارُالاحسان جناب اظہر علی کے لئے دُعا گو ہوں جن کی وساطت سے میں یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرسکا۔ اللہ تبارک تعالیٰ دعوت وتبلیغ کے اس سلسلہ میں اِن کو توفیقِ سرمدی عطا فرمائے اور قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین، حضورِ اقدس ﷺ کی پکی سچی اور اُچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

دعوت وتبلیغ کا یہ پروگرام حضورِ اقدس ﷺ کے ارشاد عالی شان کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں فی سبیل اللہ پیش ہے۔

دُعا گو! علامہ مفتی محمود ورنالوی ایم۔اے

۸ جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۵ مئی ۲۰۰۷ء

دوسرا ایڈیشن

ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ میں کیلیفورنیا امریکہ میں چھپا

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتۡرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَّكَ

اَسۡتَغۡفِرُاللهَ الَّذِىۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالۡحَيُّ الۡقَيُّوۡمُ وَ اَتُوۡبُ اِلَيۡهِ يَاحَيُّ يَا قَيُّوۡمُ

وسیلہ

قرآن و سُنت کی روشنی میں

علامہ مفتی محمود ورنالوی ایم ۔اے

خطیب و امام مرکزی جامع مسجد وڈلینڈ کیلیفورنیا

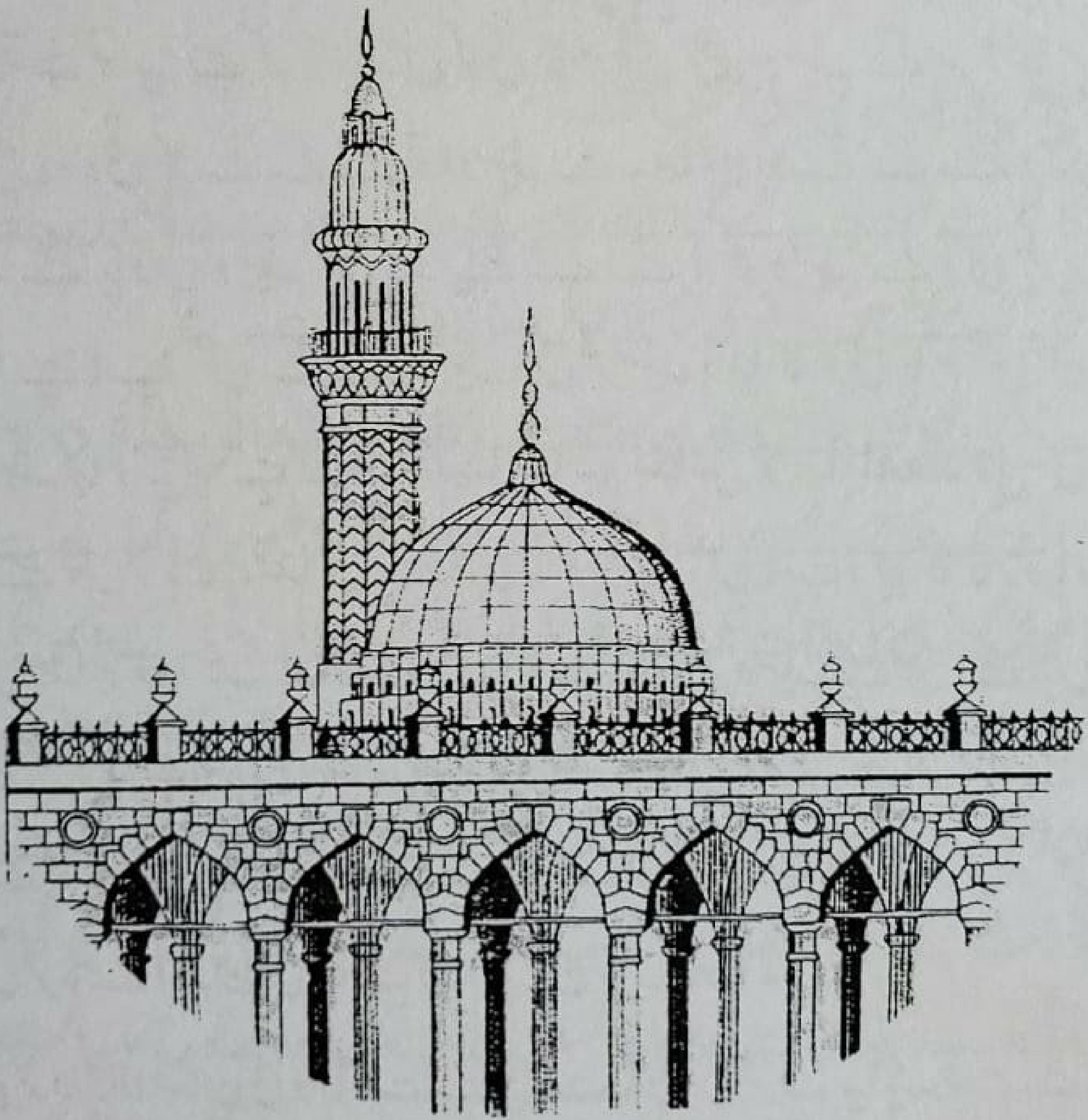

فیضانِ فیض حضرت ابوانیس محمد برکت علی قدس سرہٗ العزیز

مرکز دارُالاحسان وڈلینڈ کیلیفورنیاامریکہ

ٹیلیفون: (539)666-7223